© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (۲۰ - ۱۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی کے دور میں یہ حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کا روئے سخن حضورؐ کی طرف ہونے کے باوجود یہ حکم آپؐ کے لیے خاص نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے بہت سے احکام کی طرح آپ کے واسطے سے تمام اہلِ ایمان کو ایک اہم ہدایت دی گئی ہے۔ ہدایت یہ ہے کہ "گھر والوں (بیوی بچوں) کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید کرو اور اس رویے پر مضبوطی سے جمے رہو۔ یعنی ایک آدھ بار ذرا سی بات کہہ کر یا ڈانٹ ڈپٹ کر یا تعمیل حکم کرا کے معاملہ ڈھیلا نہ چھوڑ دو کہ بس کبھی سال دو سال بعد یاد آئے تو پھر آواز اٹھا دی جائے۔ اہل و عیال کی تربیت ایک مستقل پروگرام ہے۔

"صلوٰۃ و زکوٰۃ" کی حد تک یہ حکم محدود نہیں ہے بلکہ پورے دین کی تعلیم و تربیت دینے کی تلقین اس میں شامل ہے۔ یہ دو بڑی عبادات ایسی لے لی گئیں جو روزمرہ زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں اور جن پر عمل کرنے والے کا رویہ محسوس طور پر سامنے ہوتا ہے۔

دین کا یہی وہ تقاضا تھا جس کے تحت جناب لقمان اپنے فرزند کو اہم ذمہ داریوں کی تلقین کرتے دکھائے گئے ہیں۔ ضروری نہیں کہ انہوں نے عمر میں ایک ہی مرتبہ نصیحت کی ہو، یہ تو ایک موقع کی گفتگو ہے جسے قرآن میں ایک اچھی مثال کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

اسی تقاضے کے تحت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت و تاکید کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین متعین کر دیا ہے۔ پس جب تم کو موت آئے تو اس حال میں آئے کہ تم مسلم ہو۔ (البقرہ - ۱۳۲) - پھر حضرت یعقوبؑ آخری لمحات میں اولاد سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استفہامِ تعلیمی کے پیرائے میں پوچھتے ہیں کہ: "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ؟" میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے اور کسے رب و الٰہ قرار دوگے؟ سعادت مند اولاد کا جواب بڑا مبارک ہے کہ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرہ ۲:۱۳۳) یعنی ہم اسی الٰہِ واحد کی عبادت میں زندگی گذار دیں گے جو آپ کا، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کا الٰہ ہے۔ اور ہم اسی کے مطیع و منقاد ہیں۔

پھر قرآن میں دوسرے رُخ سے یوں بھی بات کی گئی کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ... الخ (۶۶:۶) یعنی اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ اپنی اولادوں کو بھی آخرت کے عذابِ نار سے بچانے کی فکر کرو۔[1] یہ تعلیم دیتے ہوئے اُخروی سزا کا اجمالی تصور دلا کر گویا جذبات و احساسات کو جھنجھوڑ دیا گیا ہے کہ وہاں دوزخ کی آگ ایسی ہے کہ "انسان اور پتھر اس کا ایندھن ہوں گے، اُس پر تند خُو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کریں گے الخ" (۶۶:۶)

اسی طرح قرآن میں یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جن اہل و عیال کی خوشیوں کے لیے نہ جانے تم کیا کیا جتن کرتے ہو، اور جن کے لباس، خوراک اور ناز برداریوں کے لیے مال خرچ کرتے ہو، اگر تم انہیں دین کا پابند نہ بناؤ گے تو یہ سمجھ لو کہ تم جہنم کا ایندھن تیار کر رہے ہو اور اپنے پیاروں کو تم سخت گیر فرشتوں کی نگرانی میں حوالۂ عذاب کرنے کے لیے اُن کی پرورش کر رہے ہو۔ کیا تمہیں جنت میں بھی پورا سکھ چین مل سکے گا جب کہ تمہارے جگر کے ٹکڑے شعلوں میں لپٹے ہوں گے۔

قرآن کے طالب علم کی توجہ اس امر پر بھی جانی چاہیے کہ یہ سورۂ تحریم کی آیت تھی جس کے شروع ازواج مطہرات کی طرف سے ایک طرح کی محاذ آرائی کر کے دباؤ ڈالنے کی کوشش کا ذکر ہے۔ اسی

---

[1] دلچسپ بات یہ ہے کہ ہماری سابق انگریزی حکومت کے ضابطۂ ملازمت میں بھی اسی مطالبۂ دین کے متوازی یہ مطالبہ شامل تھا کہ ہر سرکاری ملازم اپنے زیرِ کفالت اہل و عیال کو حکومت کا وفادار بنائے گا، اور اس کی مخالفت سے روکے گا اور یہ اصولی بات ہر حکومت چاہتی ہے، سو خدا کی گورنمنٹ کا یہ مطالبہ کوئی عجیب ناقابلِ فہم چیز نہیں، جو اس کا وفادار ہو اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ بیوی بچوں اور دیگر زیرِ کفالت لواحقین کو بھی اس کی وفاداری پہ استوار کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقعہ کو پس منظر میں رکھ کر مسلم سوسائٹی کو خصوصی توجہ دلائی گئی کہ اگر تم اپنے گھروں کی فضا کو دین کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ نہ کر لوگے تو تمہارے نظامِ معاشرت میں خلل آئے گا اور تمہارے گھروں میں ہی مخالفانہ محاذ قائم ہو جائیں جو تمہاری قوتوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے تمہیں اعدائے اشرار کی سرکوبی کے قابل نہیں چھوڑیں گے۔

جو لوگ گھر والوں کو راہ حق پر ساتھ لے کے چلیں، اُن کو قرآن میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ:۔ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ (۳۶—۵۶) یعنی وہ اور اُن کی بیویاں شہ نشینوں پر تکیے لگائے ہوتے ہم مجلس ہونگے۔ یہاں اَزْوَاجُهُمْ سے مراد نگارانِ جنت (حوروں) کو بھی لیا جا سکتا ہے۔ مگر دوسرے مفہوم کا دروازہ بھی بند نہیں۔

سورۂ المومن میں حاملین عرش کے منصب پر فائز جلیل القدر فرشتوں کی جو دعا اہل ایمان کے لیے مذکور ہے، اس کا ایک جزو یہ ہے: رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ (۴۰—۸) یعنی اے رب! اہل ایمان کو اور اُن کے ساتھ صالح باپ دادا صالح بیویوں اور صالح اولاد کو بھی جنتِ عدن میں داخلہ دے جس کا تو نے اُن سے وعدہ کر رکھا ہے۔

سورۃ الانشقاق میں "حساب یسیر" کا شرف پانے والے اور دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ وصول کرنے والے شخص کے متعلق کہا گیا ہے کہ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا (۸۴-۱۳) کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوش خوش پہنچے گا تاکہ انہیں اُخروی نتیجے کی مسرت سے آگاہ کرے اور انہیں بھی اس میں شریک کرے۔ دین سے انحراف کرنے والے اہل و عیال سے تو کسی کی ملاقات کا آخرت میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اِن آیات سے یہ واضح ہوا کہ جس شخص نے اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں کو دینی تعلیم و تربیت دی ہوگی وہ آخرت میں خود بھی رحمتِ حق سے بہرہ مند ہوگا اور اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال اور والدین اور دیگر اقربا و اعزہ بھی فلاح و سعادت میں شریک اور یک جا ہوں گے۔ بخلاف اس کے جس شخص نے اہل و عیال اور اہل خاندان[۱] میں نہ دعوتِ حق کو پھیلایا ہوگا، نہ دین کی تعلیم و تلقین کا کام کیا ہوگا،

[۱] (۲۶ — ۲۱۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تہذیب و اخلاق کی تربیت کی فکر کی ہوگی۔ اس پر ایک تو اس بڑی کوتاہی کی گرفت بھی ہوگی اور پھر اگر وہ مجموعی خدمات کے بل پر بچ بھی نکلا تو وہ ان بیوی بچوں کو نہ پاسکے گا جن کی محبت میں اس نے عمر گزاری اور جن کو کھلانے پلانے اور آرام پہنچانے کے لیے اس نے مشقتیں کیں اور خود اپنے مفاد اور آرام کو قربان کیا۔ اسی طرح وہ اپنے والدین اور بزرگانِ خاندان اور اعزہ و اقربا کے اس گروہ سے بھی بچھڑ جائے گا جنھوں نے زندگی کی صحیح راہ اختیار نہیں کی۔

اہل و عیال کے مختصر حلقے سے ہٹ کر خاندان کے وسیع دائرے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (۲۶-۲۱۴) یعنی ہم سب پر ذمہ داری اپنی ذات ہی کی نہیں، ازواج و اولاد کی بھی ہے اور بزرگوں اور اقربا کی بھی۔ سیدھی سی بات ہے کہ دنیا میں انسان جس سے محبت کرتا ہے یا جس کا احسان مند ہوتا ہے، اس کی بھلائی چاہتا ہے۔ اس سے نیک سلوک کرنا چاہتا ہے، تو ایک مومن و مسلم کے اپنے بزرگوں، عزیزوں اور محسنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا سب سے اہم اور اچھا راستہ یہ ہے کہ وہ انھیں خدا پرستی اور اقامتِ دین کی تلقین کرے۔

اولاد کے متعلق قرآن میں ایک زبردست انتباہ بھی ہے۔ منقلین کی تو خیر ان چیزوں پر توجہ ہی نہ جائے گی، لیکن شعوری ایمان رکھنے والے لوگوں کے لیے یہ بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (۸-۲۸) یعنی اچھی طرح جان لو کہ تمھارے مال اور تمھاری اولادیں وجہِ آزمائش ہیں۔ اس مختصر جملے کی توضیح میں آیت ماسبق مدد دیتی ہے۔

فرمایا: لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۸-۲۷) خطاب ہے اہل ایمان سے کہ جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خیانت نہ کرو، اپنی امانتوں (یعنی اسلامی تحریک اور جماعت اور حکومت اور اداروں اور افراد کی سپرد کردہ ذمہ داریاں اور مالی یا دیگر امانات) میں غداری کے مرتکب نہ ہو۔ یہاں آگے اموال و اولاد کے فتنہ ہونے کا انتباہ دیا گیا ہے۔ دونوں باتوں کو ملائیں تو مفہوم یہ نکلے گا کہ آدمی دانستہ خدا اور رسولؐ سے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے یا امانت اور ذمہ داریوں میں خیانت کرتے ہوئے بالعموم مال و اولاد کی کشش اور تحریک کی زد میں ہوتا ہے۔ اگر اہل [illegible] و حسن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کشمکش میں خاصا بڑا دخل رکھتے ہیں جو ایک صاحبِ ایمان کو زندگی میں ہر آن درپیش رہتی ہے۔ مال تو بے جان شے ہے، اس کے متعلق اپنے ہی نفس کی تربیت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اولاد کا معاملہ ایسا ہے کہ اگر بچوں کی تربیت خدا کے دین کے منشا اور تحریک اسلامی کے مزاج کے مطابق کر دی جائے تو وہ کشمکشِ خیر و شر میں مومن کے ساتھ ہو کر معرکہ آرا ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کی تربیت میں کوتاہی رہ جائے تو وہ مخالف محاذ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی نظریاتی محاذ نہ بھی ہو تو خود مال و دولت، ساز و سامان، نمود و نمائش کی ہوس میں پڑ کر آدمی کو تھوڑا بہت بندۂ دنیا بنا دیتے ہیں۔ جو اہلِ ایمان اولاد کو بندۂ خدا نہ بنا سکیں، ان کو نتیجہ یہی دیکھنا پڑتا ہے کہ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا سارا کنبہ (یا بیشتر) بندۂ دنیا بن کے رہ جاتا ہے، اور خود ان کی اپنی ذات بھی گھر میں اُمڈنے والے سیلابِ غفلت کی موجوں سے محفوظ نہیں رہتی۔

احادیث اور صحابہ کی زندگیوں کے واقعات اور اقوال اور بعد کے تجربات کو میں اس لیے نہیں لے رہا کہ نہ وقت زیادہ ہے، نہ قوت اور نہ صفحات میں جگہ۔

اوپر کی گفتگو سے یہ اصولی حقیقت واضح ہو گئی ہوگی کہ خاندانوں، خصوصاً بیویوں اور اولادوں کے متعلق اہل ایمان کی ذمہ داریاں عنداللہ کیا ہیں! اور ہم لوگ ان ذمہ داریوں کو پورا نہ کر کے کون سے عذرات آخرت میں پیش کر سکیں گے۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)

© rasailojaraid.com